QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

اسلامی اخلاقی اصولوں کی روشنی میں صنفی مساوات اور انصاف کا فروغ

Advancing Gender Justice and Equality through the Ethical Framework of Islamic Principles

Syed Hamid Ali Shah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi, Pakistan. Email: Shrazvi3@gmail.com
Dr. Jawwad Haider Hashmi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi, Pakistan.

The issue of gender differences has been debated in human societies since ancient times. Different religions and cultures have raised the question of whether men are superior to women or vice versa. The roots of this difference are actually embedded in the laws, customs, and social traditions that establish certain distinctions between men and women. Islamic teachings also contain specific rulings, such as those related to jihad, dowry, hijab, testimony, and divorce, where differences between men and women can be found. At first glance, this distinction may raise doubts in some minds about the existence of gender discrimination in Islam; however, the reality is quite the opposite. Islam is a religion that bases its laws and rulings not on gender differences but on justice and fairness. These differences do not reflect superiority or inferiority of one gender over another but have been designed considering the natural, physical, and spiritual composition of both men and women. In Islam, equity is adopted as a fundamental principle instead of equality because true justice means granting each individual their rights according to their natural abilities, responsibilities, and status. Therefore, the difference in the rights and duties of men and women does not imply that one is superior to the other; rather, their true superiority is determined by their character, actions, and moral standards. In today's world, it is essential to explain the differences between men and women in Islamic teachings along with their original wisdom so that the new generation can understand that in Islam, gender differences are merely a form of division of labor rather than a symbol of superiority of one gender over another. With this need in mind, this article aims to clarify through research and descriptive methods that the foundation of Islamic laws is based not on gender differences but on justice and fairness.

Keywords: Islam, men, women, gender, differences, equity, principles.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اردو جرائد اشاریہ
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تمہید

اسلامی تعلیمات میں بعض احکام ایسے ہیں جن میں مرد اور عورت کے درمیان فرق پایا جاتا ہے، جس سے بظاہر یہ تاثر پیدا ہو سکتا ہے کہ اسلام کی بنیاد صنفی مساوات کے بجائے صنفی اختلافات پر ہے۔ تاہم، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان تعلیمات کو وسیع تناظر میں سمجھا جائے۔ اسی مقصد کے تحت، اس بحث کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تاکہ اسلامی احکام کی حکمت اور انصاف کی وضاحت کی جا سکے۔ پہلا حصہ اسلامی تعلیمات میں صنفی اشتراکی امور، دوسرا حصہ اسلامی تعلیمات میں صنفی افتراقات کے امور جبکہ تیسرا حصہ صنفی افراقات کے فلسفے پر مشتمل ہو گا۔

حصہ اول: اسلامی تعلیمات میں صنفی اشتراکی امور

اسلامی تعلیمات بنیادی طور پر مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں، اور اس یکسانیت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں کے درمیان تکوین (یعنی تخلیق اور فطرت) اور تشریع (یعنی شریعت و احکام) میں موجود اشتراکات کو واضح کیا جائے۔ یہ دونوں امور اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اسلام انسانی فطرت کے مطابق عدل و توازن پر مبنی نظام فراہم کرتا ہے، جہاں مرد و عورت کی حیثیت، مقام اور ذمہ داریوں کو حکمت و انصاف کے ساتھ متعین کیا گیا ہے۔

الف) تکوینی اشتراکات

مرد اور عورت کے مابین درج ذیل تکوینی امور میں مساوات بھی پائی جاتی ہے۔

1۔ اصل خلقت

موجودہ انسانی نسل کا سلسلہ حضرت آدم و حوا سے ہے کیونکہ حضرت آدم و حوا اسی نسل کی سب سے پہلی مخلوق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْها زَوْجَها وَ بَثَّ مِنْهُما رِجالاً كَثيراً وَ نِساءً۔"[1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ذات سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (روئے زمین پر) پھیلا دیے۔ یہ آیت تمام مرد اور عورت کی خلقت کا ایک ہی مبتدا ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

اس کے علاوہ بہت ساری آیات ایسی ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرد اور عورت اصل خلقت میں برابر کے شریک ہیں۔ وہ آیات درج ذیل ہیں۔

اصل خلقت میں مرد اور عورت برابر شریک ہیں۔ اس پر قرآن مجید کی کئی آیات دلالت کرتی ہے۔ بطور مثال کچھ آیات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔"يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثى۔ "[2] اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔

2۔ " نَحْنُ خَلَقْناكُمْ فَلَوْ لا تُصَدِّقُون۔"[3] ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟۔

---

[1] al-Nisāʾ, 4:1.
[2] al-Ḥujurāt, 49:13.
[3] al-Wāqiʿah, 56:57.

3-" وَ خَلَقْناكُمْ أَزْواجا-"[4] اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔

4-"أَ فَحَسِبْتُمْ أَنَّما خَلَقْناكُمْ عَبَثاً وَ أَنَّكُمْ إِلَيْنا لا تُرْجَعُون-"[5] کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں عبث خلق کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے؟

جیسا کہ ملاحظہ فرمایا کہ مذکورہ آیات میں مرد اور عورت کو اصل خلقت میں برابر ہیں۔ اسی طرح اور بھی آیات ہیں جو مرد اور عورت کو اصل خلقت میں برابر قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے دونوں کی خلقت کو ایک ہی جہت سے اپنے ذات کی طرف نسبت دی ہے مرد اور عورت کی خلقت کو جداگانہ بیان نہیں کیا ہے۔ جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مرد اور عورت اصل خلقت میں برابر ہیں۔ باہمی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

2۔ انسان

مرد اور عورت انسان اور بشر ہونے کی حیثیت میں برابر کے شریک ہیں۔ انسانی حیثیت سے مراد وہ خصوصیات ہیں جن کے ہونے سے انسان کہا جائے اور اگر ان خصوصیات کے حامل نہ ہو اسے انسان کا اطلاق نہ کیا جائے۔ ماھیتی اعتبار سے انسان سے مختص تقریبا 213 خصوصیات اور صفات بیان ہوئے ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں یکساں اور برابر ہیں جس طرح وہ تمام خصوصیات مرد میں موجود ہوتی ہیں اسی طرح وہ خصوصیات عورت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلا ایک انسان کے لیے انسان بننے کے لیے اس میں محبت، عشق، خودی، احساسات، امید، احترام، عدالت، شرمندگی و پشیمانی، صبر و تحمل، سعادت، اخلاص، ریاکاری، دھوکہ دینا، غم و غصہ، دکھ درد، عادت، حکمت، علم، تعجب، فداکاری، بے وفائی[6] وغیرہ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اس پر ماہیت انسان ہی صدق نہیں آتی ہے۔ یہ تمام خصوصیات جس طرح مردوں میں مشاہدہ کرسکتے ہیں اسی طرح عورتوں میں بھی دیکھائی دیتی ہیں۔

جس طرح مرد، انسان اور بشر ہے اسی طرح عورت بھی انسان اور بشر ہے۔ عام طور پر فلسفی اور منطقی کتب میں جو تعریف انسان کے لیے "حیوان ناطق" بیان ہوئی ہے۔[7] وہ ان دونوں پر برابر صدق آتی ہے۔ جس طرح انسان کی تعریف کے جنس "حیوان" اور فصل "ناطق" میں مرد داخل ہے اسی طرح عورت بھی حیوان اور ناطق میں داخل ہے۔ اس کے علاوہ ہماری تحقیق کے مطابق قرآن کریم میں انسان کے لیے پانچ طرح کے الفاظ "الانسان، انس، اناس، اناس اور بشر" استعمال ہوا ہے، وہ تمام الفاظ مرد اور عورت دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔

3۔ نفس واحد

مرد اور عورت دونوں کی خلقت نفس واحدہ سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کے چار مقامات پر یہی ذکر فرماتا ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو نفس واحدہ سے خلق کیا ہے۔ مرد اور عورت کی خلقت ایک ہی نفس واحدہ سے ہوئی ہیں۔ لہذا مرد اور عورت تکوینی اس جہت میں برابر شریک ہیں۔

---

[4] Sūrat al-Nabaʾ, 78:8.

[5] al-Muʾminūn, 23:115.

[6] Muḥammad Taqī Jaʿfarī, Tarjamah wa Tafsīr Nahj al-Balāghah (Qum: Daftar Nashr Farhang Islāmī, 1386 AH Sh, 12th ed.), vol. 1, p. 16 .

[7] -Muḥammad Riḍā al-Muẓaffar, al-Manṭiq (Qum: Muʾassasat al-Nashr al-Islāmī, n.d.), vol. 1, p. 100.

قرآن مجید کے وہ چار مقامات جہاں اللہ تعالی نے انسانوں کی خلقت کو نفس واحدہ قرار دیا ہے، وہ درج ذیل ہیں۔

1۔"يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْها زَوْجَها وَ بَثَّ مِنْهُما رِجالاً كَثيراً وَ نِساءً۔"[8] اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ذات سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (روئے زمین پر) پھیلا دیے۔ یہ آیت تمام مرد و زن کی خلقت کا ایک ہی مبتدا ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

2۔"وَ هُوَ الَّذي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَ مُسْتَوْدَعٌ"[9]۔ اور وہی ہے جس نے تم سب کو ایک ہی ذات سے پیدا کیا، پھر ایک جائے استقرار ہے اور جائے ودیعت۔

3۔"هُوَ الَّذي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها لِيَسْكُنَ إِلَيْها"۔[10] وہی تو ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ (انسان) اس سے سکون حاصل کرے۔

4۔ "خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها۔ "[11] اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس کا جوڑا بنایا۔

4۔ حق حیات

اللہ تعالی نے انسان کو خلق کیا اور اسے جینے کا حق بھی دیا ہے اس تکوینی حق میں بھی مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں جتنا مرد کو زندگی جینے کا حق ہے عورت کو بھی اتنا حق رکھا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بچی کو زندہ گور کیا جاتا تھا یہاں تک کہ جب ان کو بچی ہونے کی خبر ملتی تو وہ شرم سے مر جاتے تھے اور ان کو اللہ تعالی کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالی ان کی اس رویہ کی یوں عکاسی فرمائی ہے:" وَ يجَعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَ لَهُم مَّا يَشْتَهُونَ * وَ إِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثىَ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ هُوَ كَظِيمٌ * يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَ يُمْسِكُهُ عَلىَ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يحَكُمُونَ *"[12] اور انہوں نے اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دے رکھی ہیں جس سے وہ پاک و منزہ ہے اور (یہ لوگ) اپنے لیے وہ (اختیار کرتے ہیں) جو یہ خود پسند کریں (یعنی لڑکے)۔ اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے تو مارے غصے کے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس بری خبر کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کیا اسے ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دے یا اسے زیر خاک دبا دے؟ دیکھو! کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں؟۔

اللہ تبارک و تعالی نے قرآن مجید کی کئی آیات میں ان کی اس رویہ کی شدت سے مذمت کی ہے۔

(ب) تشریعی اشتراکات

اللہ تعالی نے انسانوں کے لیے جو بھی حکم وضع کیا ہے ان تمام احکام میں کوئی صنفی فرق نظر نہیں آتا ہے۔ مثلاً عبادات سب پر فرض کیا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ اسی طرح معاملات چاہے مرد انجام دے یا عورت دونوں کے معاملات صحیح ہیں۔ ذیل میں

---

[8] al-Nisāʾ, 4:1.
[9] al-Anʿām, 6:96.
[10] al-Aʿrāf, 7:189.
[11] al-Zumar, 39:6.
[12] al-Naḥl, 16:57-59.

نمونے کے لیے کچھ اہم تشریعی احکام بیان کریں گے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ احکام تشریعی میں مرد اور عورت کے مابین کوئی فرق نہیں پایا جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ احکام کے جزئیات میں فرق بھی پایا جاتا ہے۔

1۔عبادات

وہ تمام اعمال جن کو خداوند متعال نے اپنی بندگی کے لیے فرض کیا ہے اور اللہ کی رضامندی اور قربت کے لیے انجام دیا جاتا ہے اسے عبادت کہا جاتا ہے۔ ان تمام واجب اور مستحب تمام عبادتیں مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے اس میں کسی صنفی اختلاف کا کوئی دخالت نہیں ہے۔ عبادتوں میں نماز روزہ حج وغیرہ آتے ہیں ان کی فرضیت کے حکم میں کوئی مرد اور عورت کا تصور نہیں ہے۔ مثلا اللہ تعالی نماز اور زکات واجب قرار دیا ہے:"وَ اَقِیمُواْ الصَّلَوٰةَ وَ ءَاتُواْ الزَّكَوٰةَ وَ ارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِين."[13] ۔اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور (اللہ کے سامنے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو. اسی طرح حج کے وجوب پر دلالت کرنے والی آیات میں بھی مرد اور کے مابین کوئی تفریق نہیں ہے جیسے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"وَ أَذِّن فىِ النَّاسِ بِالْحَجّ‏ِ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَ عَلىَ‏ كُلّ‏ِ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كلُ‏ِّ فَجٍّ عَمِيق." [14] اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کرو کہ لوگ آپ کے پاس دور دور راستوں سے پیدل چل کر اور کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں.

اسی طرح یہ آیت بھی حج کے وجوب پر دلالت کرتی ہے :"وَ لِلَّهِ عَلىَ النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلا."[15] اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے۔

ان آیات میں کسی بھی عبادات کے وجوب ہونے اور نہ ہونے میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا ہے۔ لہذا اللہ کی عبادات میں صنفی اختلاف کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ مرد اور اور عورت دونوں اس جہت سے برابری کا حکم رکھتے ہیں۔

2۔معاملات

اسلامی تعلیمات کے مطابق معاملات انجام دینے کی مختلف شرائط ہیں لیکن کسی بھی معاملہ چاہئے مالیاتی معاملات ہو جیسے خرید وفروخت، مضاربہ یا معاشرتی وسماجی معاملات ہو جیس ازدواج کرنا وغیرہ ان کی صحت کے لیے مرد کی شرط نہیں ہے۔ کسی بھی معاملات کو چاہئے مرد انجام دیے یا عورت وہ معاملہ صحیح ہو گا۔ مثلا تجارت کی حلیت سے متعلق اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:" أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَوا."[16] اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اس آیت کے مطابق بیع کی حلیت میں بھی صنفی اختلاف کا کوئی تاثیر نہیں ہے۔

اسی طرح نکاح سے متعلو اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" وَ أَنكِحُواْ الْأَيَامَى مِنكمُ وَ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكمُ وَ إِمَائكُمْ ."[17] اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔

---

[13] al-Baqarah, 2:43.
[14] al-Ḥajj 22:27.
[15] Āl ʿImrān, 3:97.
[16] al-Baqarah 2:275.
[17] al-Nūr 24:32.

یہ دونوں آیات بھی متعلقہ احکام میں صنفی مساوات پر دلالت کرتی ہے خصوصا دوسری آیت میں واضح لفظوں میں عبد اور کنیز کہہ کر ازدواجی حق میں صنفی اختلاف کی مکمل نفی کی گئی ہے جو واضح دلیل ہے کہ معاملاتی مسائل میں مرد اور عورت کے مابین مساوات پائی جاتی ہے۔

3۔اخلاقیات

اخلاق کا تعلق انسان کے رفتار گفتار سے مربوط ہے جس کا منشاء اور مبداء کی کا خَلق سے ہے۔اخلاق کی مختلف تعریفیں بیان ہوئی ہیں:" الأخلاق يعني معاملة العبد مع ربه، ثم معاملته مع نفسه، ثم معاملته مع الخلق، أي: معاملته مع الحق، ومعاملته مع الخلق۔" [18] اخلاق کا مطلب ہے کہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ معاملہ، پھر اپنے نفس کے ساتھ، اور پھر اللہ تعالی کی مخلوق کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے اسے اخلاق کہا جاتا ہے یعنی اخلاق در حقیقت، بندے کا حق (اللہ تعالی) کے، اور مخلوق کے ساتھ ہونے والا معاملے کا نام ہے۔

اسلام میں اخلاقات کی اتنی اہمیت ہے کہ حضور مکرم نے فرمایا:" إنما بعثت لأتمم صالح الأخلاق" کچھ احادیث میں " مکارم الاخلاق "[19] آیا ہے یعنی مجھے اچھے اعمال کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔اسلامی تعلیمات کے اخلاقیات میں بھی مرد اور عورت کے مابین کوئی فرق نہیں پایا جاتا ہے مثلا اسلامی تعلیمات کی جن اخلاقیات کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اس کی ایک دو مثال درج ذیل ہیں

1۔والدین کے ساتھ احسان کرنا. اللہ تعالی نے کئی آیات میں والدین کے ساتھ نیک سلوک اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حتی والدین کے علاوہ رشتہ داروں اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اچھا برتاوٴ کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" وَ بِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَانًا وَ ذِی الْقُرْبیٰ وَ الْیَتَامَی وَ الْمَسَاکِین۔" [20] اور (اپنے) والدین، قریب ترین رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں پر احسان کرو۔

2۔سچ بولنا: جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"وَ قُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْنًا."[21] اور لوگوں سے حسن گفتار سے پیش آوٴ.

3۔**عدل و انصاف :"** وَ إِذَا حَکَمْتُم بَینْ النَّاسِ أَن تحَکُمُواْ بِالْعَدْل۔"[22] اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔

4.**امانت کی پاسداری:"** إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّواْ الْأَمَانَاتِ إِلىَ أَهْلِهَ۔" [23] ۔بے شک اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کر دو۔

[18] -Salmān bin Fahd, Durūs li-l-Shaykh Salmān al-ʿŪdah (al-Shabakah al-Islāmīyah, n.d., n.p.), vol. 275, p. 5.

[19] -Muḥammad Muḥammadī Ray, Mīzān al-Ḥikmah (Iran: Dār al-Ḥadīth, 1416 AH Q), vol. 4, p. 3008.

[20] al-Baqarah, 2:83.

[21] al-Baqarah, 2:83.

[22] al-Nisāʾ, 4:58.

[23] al-Nisāʾ, 4:58.

اس کے علاوہ بہت ساری اخلاقیات بیان ہوئے ہیں جن میں مرد اور عورت کے مابین کوئی تفریق نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اخلاقیات میں صنفی مساوات پائی جاتی ہے۔

4۔ایمان

ایمانیات میں مرد اور عورت برابر ہے۔اسی لیے اسلام میں جس طرح ایمان لانے کا حکم مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ایمان لانے کا دستور ہے۔ایمان لانے سے جس طرح مرد مومن بن جاتا ہے عورت بھی مومنہ بن جاتی ہے۔اسی لیے اللہ تعالی قرآن مجید میں مرد لیے مومن کہا ہے تو عورت کی توصیف میں مومنہ ارشاد فرمایا۔بلکہ معنوی تمام صفات میں مرد اور عورت برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالی بہت ساری معنوی صفات جس طرح نیک مرد کے لیے بیان کیا ہے وہاں نیک و پاکیزہ عورت کی توصیف کے لیے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَتِ وَ الْقَنِتِينَ وَ الْقَنِتَتِ وَ الصَّدِقِينَ وَ الصَّدِقَتِ وَ الصَّبِرِينَ وَ الصَّبِرَاتِ وَ الْخَشِعِينَ وَ الْخَشِعَتِ وَ الْمُتَصَدِّقِينَ وَ الْمُتَصَدِّقَتِ وَ الصَّئِمِينَ وَ الصَّئِمَتِ وَ الْحَفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَ الْحَفِظَتِ وَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَ الذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَ أَجْرًا عَظِيمًا."[24] یقیناً مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مومن مرد اور مومنہ عورتیں، اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، راستگو مرد اور راستگو عورتیں، صابر مرد اور صابرہ عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتن عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینی والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عفت کے محافظ مرد اور عفت کی محافظہ عورتیں نیز اللہ کا بکثرت ذکر والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ رب العزت نے دس معنوی صفات بیان کیا ہے ان تمام میں مرد اور عورت برابر کے شریک ہیں۔

6۔ثواب وعقاب

اسلامی نکتہ نگاہ میں مرد اور عورت کے اعمال کی قدر و ارزش برابر ہے اسی لیے اعمال کے ثواب اور عقاب میں بھی مرد وا عورت برابر ہیں۔اچھے اعمال کے ثواب اور برے اعمال کے عقاب میں وہ دونوں یکساں ہیں مثلا اچھے اعمال کی جزاء دونوں کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے:"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَوٰةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ."[25] جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور ان کے بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔

دونوں عمل صالح کے نتیجہ بہشت کے مستحق قرار پاتے ہیں:"مَنْ وَ مَنْ عَمِلَ صَلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ."[26] اور جو نیکی کرے گا وہ مرد ہو یا عورت اگر صاحب ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق ملے گا۔

مزید بر آں آیات اور روایات ہیں جو مرد اور عورت کے اچھے اعمال کے ثواب برابر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

---

[24] al-Aḥzāb, 33:35.
[25] al-Naḥl, 16:97.
[26] Ghāfir, 40:40.

اسی طرح مرد اور عورت کے برے اعمال کا عقاب بھی برابر ہے مثلاً دونوں کی چوری کی سزا ایک جیسی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ۔"[27] اور چوری کرنے والا مرد یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اللہ کی طرف سے یہ ان کے کرتوت کی سزا ہے۔ اسی طرح زنا کی سزا بھی برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"الزَّانِيَةُ وَ الزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَة۔" [28] ۔زناکار عورت اور زناکار مرد دونوں کو ایک سو کوڑے مارو۔

اسی طرح ہر طرح کی برائی انجام دے تو اس کی سزا بھی اسی عمل کے مطابق ہوگا چاہے انجام دینے والا مرد ہو یا عورت جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا ۔"[29] جو برائی کا ارتکاب کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ ملے گا۔

حصہ دوم: اسلامی تعلیمات میں صنفی افتراقات کے امور

اسلامی تعلیمات مرد اور عورت دونوں کے لیے برابر ہیں تاہم کچھ امور ایسے ہیں جہاں مرد اور عورت کا حکم ایک دوسرے سے مختلف ہیں البتہ ایسے موارد بہت کم ہے اور ان میں سے اکثر کا تعلق بھی جزئیات احکام سے ہے۔ ایسے احکام میں سے کچھ مرد کے ساتھ اور کچھ عورت کے ساتھ متعلق ہے لہذا ہم ایسے احکام کو دو طرح سے مختصرا بیان کریں گے۔

(الف) مرد کے ساتھ مخصوص امور

اسلامی تعلیمات میں کچھ احکام ایسے ہیں جو مرد کے ساتھ مخصوص ہے یا ایسے احکام کا مرد کے فائدے میں ہونے کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ حق حاکمیت و سرپرست

رسالت کی ذمہ داری کا تعلق حاکمیت سے ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ اسلام تعلیمات اسلامی کی روشنی میں عورت رسول نہیں بن سکتی ہے۔ اسی بات پر تمام علماء کا اتفاق نظر ہے جیسا کہ کہ ابن حزم جو عورت کے نبی ہونے کے قائل ہیں وہ بھی اس امر کو اتفاقی قرار دیتے ہیں جیسے کہ وہ لکھتے ہیں:"وَهَذَا أمر لَا ينازعون فِيهِ وَلم يدع أحد أَن الله تَعَالَى أرسل امْرَأَة وَإِنَّمَا الْكَلَام فِي النُّبُوَّة دون الرسَالَة۔" [30] یہ بات قطعی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کسی نے یہ دعوی نہیں کیا ہے کہ اللہ تعالی نے عورت کو رسول منتخب کیا ہے۔ اگر اختلاف رائے ہے تو عورت کا نبی بننے میں ہے رسول بننے میں نہیں ہے۔

اسی طرح اکثر علماء کے نزدیک عورت نبی نہیں بن سکتی وہ لوگ اپنے مدعا کی اثبات کے لیے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:" وَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرى۔"[31] اور آپ سے پہلے ہم ان بستیوں میں صرف مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہیں جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ صاحب کتاب "احکام القرآن" اسی آیت کو حضرت مریم کی نبوت کی نفی کی دلیل قرار دیا ہے

---

[27] al-Māʾidah, 5:38.
[28] al-Nūr, 24:2.
[29] Ghāfir 40:40.
[30] - Ibn Ḥazm al-Andalusī al-Qurṭubī al-Ẓāhirī, Abū Muḥammad ʿAlī bin Aḥmad bin Saʿīd, al-Fiṣal fī al-Milal wa-al-Ahwāʾ wa-al-Niḥal (Cairo: Maktabat al-Khānjī, n.d.), vol. 2, pp. 59–60.
[31] Yūsuf, 12:109.

جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:" وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِي وَجْهِ تَطْهِيرِ الْمَلَائِكَةِ لِمَرْيَمَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَبِيَّةً; لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: {وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالاً نُوحِي إِلَيْهِمْ۔" [32] ملائکہ کا حضرت مریم کو تطہیر کرنے کی وجہ میں اختلاف ہے اگرچہ وہ نبی نہیں تھیں کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"اور آپ سے پہلے ہم صرف مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہیں۔

یہاں تک کہ عورت گھر کی سرپرست بھی نہیں بن سکتی ہے جسا کہ طبرسی اپنی تفسیر "مجمع البیان" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:" لما بين تعالى فضل الرجال على النساء ذكر عقيبه فضلهم في القيام بأمر النساء فقال «الرِّجالُ قَوّٰامُونَ عَلَى النِّساءِ» أي قيمون على النساء مسلطون عليهن في التدبير و التأديب و الرياضة و التعليم۔" [33] جب اللہ تعالی نے عورتوں پہر مردوں کی برتری بیان کیا تو اس کے بعد مردوں کا عورتوں کے امور کی انجام دہی کے لیے بہتر ہونے کو بیان کیا۔ پس اللہ تعالی نے فرمایا" قَوّٰامُونَ عَلَى النِّساءِ"[34] یعنی مرد عورتوں کے حاکم اور نگراں ہیں۔ وہ عورتوں کے امور کی تدبیر، اور ان کی تعلیم و تربیت کرنے کے سربراہ اور نگران ہیں۔

2۔ وراثت

قرآن کریم کی نص سے یہ بات ثابت ہے کہ مرد وراثت میں عورت کے دوبرابر حصہ ہے۔ اس لیے ہم اسی لیے تمام مکاتب اسلامی کے فقہاء اس بات پر متفق ہے کہ مرد کو وراثت میں زیادہ حصہ ملے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" وَاِنْ کَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَيْءٍ عَلیم۔[35] اگر بھائی بہن دونوں ہیں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا، اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں مذکر اور مونث کو وراثت کی تقسیم کی ایک معیار قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کریم یہ یہ جملہ " فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ " [36] جو وراثت میں مرد کے لیے دوبرابر حصہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ دو جگہوں میں آیا ہے۔[37]

فقہاء اسلام بھی اپنے فتاوی کی دلیل کے لیے قرآنی آیات کو بیان کرتے ہیں: " فَإِنْ اجْتَمَعُوا أَيْ الْبَنُونَ وَالْبَنَاتُ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ لِلْإِجْمَاعِ، وَلِآيَةِ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ وَلِآيَةِ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالا وَنِسَاءً۔" [38] اگر ورثاء میں بیٹے اوت بیٹیاں ہوں مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا، کیونکہ اس بات پر اجماع ہے اور سورہ نساء کی آیت 11 اور آیت 176 بھی ہیں۔ اسی طرح " الاختیار لتعلیل لمختار" میں آیا ہے" وَإِنِ اخْتَلَطُوا فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" [39] اگر ورثاء بیٹے اور

[32] -Aḥmad bin ʿAlī al-Jaṣṣāṣ, Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1st ed., 1405 AH), vol. 2, p. 293.

[33] - Faḍl bin Ḥasan al-Ṭabrisī, Majmaʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān (Tehran: Nāṣir Khosrow, 3rd ed., 1372 AH Sh), vol. 3, p. 68.

[34] al-Nisāʾ, 4:34.

[35] al-Nisāʾ, 4:176.

[36] al-Nisāʾ, 4:176.

[37] al-Nisāʾ, 4:11; al-Nisāʾ, 4:176.

[38] - Zakariyyā bin Muḥammad al-Sanīkī, Asnā al-Maṭālib fī Sharḥ Rawḍ al-Ṭālib (n.p.: Dār al-Kitāb al-Islāmī, n.d.), vol. 3, p. 8.

[39] - ʿAbd Allāh bin Maḥmūd bin Mawdūd al-Mawṣilī al-Baladḥī, al-Ikhtiyār li-Taʿlīl al-Mukhtār (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1356 AH / 1937 CE), vol. 5, p. 108.

بیٹیوں پر مشتمل ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ صاحب کتاب "حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع" میں آیا ہے" إذا اجتمع ذكورهم وإناثهم أعطى الذكر مثل حظ الأنثيين، بلا نزاع بين المسلمين" [40] اور ورثاء میں کئی مرد اور کئی عورتیں جمع ہو جائے تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ اس میں مسلمانوں کے درمیاں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسی طرح فقہ امامیہ میں بھی وراثت کی تقسیم اسی قانون کے مطابق ہے "فإن كانوا ذكورا وإناثا فللذكر مثل حظ الأنثيين۔" [41] اگر سارے ورثاء میں سارے مرد اور عورت ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔

3۔دیت

مذاہب اسلامی کے اکثر فقہاء کے نزدیک مرد اور عورت کی دیت برابر نہیں ہے، عورت کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے۔ جیسا کہ شیخ مفید کہتے ہیں: "دية الأنثى على النصف من دية الذكر۔" [42] عورت کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے۔ وہ اس کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کرے اور عورت کے ورثاء قاتل سے قصاص لینا چاہے تو ضروری ہے کہ قصاص سے پہلے مرد کے ورثاء کو آدھی دیت دیا ئے اس کے بغیر مرد سے قصاص نہیں لے سکتا۔ [43]

اس حکم پر امامیہ کے فقہاء کا اجماع ہے جیسا کہ فاضل ھندی اجماع کو اسی حکم کی ایک دلیل قرار دیتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں: " آزاد مسلمان عورت کی دیت آزاد مرد کی دیت کی آدھی ہے اس کی دلیل نص اور اجماع ہے۔ [44]

"کتاب الام" میں امام شافعی فرماتے ہیں: " لَمْ أَعْلَمْ مُخَالِفًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَدِيمًا وَلَا حَدِيثًا فِي أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ وَذَلِكَ خَمْسُونَ مِنْ الْإِبِلِ ۔" [45] عورت کی دیت مرد کی دیت کے آدھی ہونے میں متقدمین اور متاخرین میں سے کسی بھی اہل علم کی مخالفت نہیں ملتی ہے اور وہ پچاس اونٹ ہیں۔

اسی طرح فقہ حنفی میں بھی عورت کی دیت آدھی ہونے کو اجماعی قرار دیا ہے جیسا کہ صاحب کتاب "تحفہ الفقہاء" لکھتے ہیں: " وا ما حكم النِّسَاء فَنَقُول إِن دِيَة الْمَرْأَة على النّصْف من دِيَة الرجل بِإِجْمَاع الصَّحَابَة۔" [46] جہاں تک عورتوں کا حکم؛ کہ ہم کہیں گے کہ عورت کی دیت کا مرد کی دیت کا آدھی ہونا اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح صاحب کتاب " درر الحکام شرح غرر

---

[40] - ʿAbd al-Raḥmān bin Muḥammad bin Qāsim al-Ḥanbalī al-Najdī, Ḥāshiyat al-Rawḍ al-Murbiʿ Sharḥ Zād al-Mustaʿniʿ (n.p., n.d., 1397 AH Sh), vol. 6, p. 126.

[41] - ʿAlī Aṣghar Marwārīd, al-Yanābīʿ al-Fiqhīyah (Beirut: Dār al-Turāth / al-Dār al-Islāmīyah, 1410 AH Q), vol. 22, p. 106.

[42] - Muḥammad bin Muḥammad al-Mufīd, al-Muqniʿah (Qum: Kankarah Jahānī Hazārah Shaykh Mufīd, 1413 AH Q), vol. 1, p. 739.

[43] - Muḥammad bin Muḥammad al-Mufīd, al-Muqniʿah (Qum: Kankarah Jahānī Hazārah Shaykh Mufīd, 1413 AH Q), vol. 1, p. 739.

[44] - Muḥammad bin Ḥasan al-Fāḍil al-Hindī, Kashf al-Lithām (Qum: Maktabah Āyat Allāh Marʿashī, 1405 AH Q, n.d.), vol. 2, p. 496.

[45] - Muḥammad bin Idrīs al-Shāfiʿī, al-Umm (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1410 AH / 1990 CE), vol. 6, p. 114 .

[46] - ʿAlāʾ al-Dīn al-Samarqandī, Tuḥfat al-Fuqahāʾ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 2nd ed., 1414 AH / 1994 CE), vol. 3, p. 113.

الاحکام "لکھتے ہیں:" وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ فِي النَّفْسِ وَمَا دُونَهَا۔"[47] نفس اور اس سے کم میں (جراحت) میں عورت کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے۔ اسی طرح صاحب "العنایۃ شرح الھدایۃ" عورت کی دیت آدھی ہونے پر دلالت کرنے والی روایت کو مرفوع اور موقوف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:"وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ) وَقَدْ وَرَدَ هَذَا اللَّفْظُ مَوْقُوفًا عَلَى عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَمَرْفُوعًا إلَى النَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔" [48] عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے" یہ روایت لفظی اعتبار سے بھی حضرت علی سے موقوف اور پیغمبر اکرم ص سے مرفوع کی صورت میں نقل ہوئی ہے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے ان سے نقل کرتے ہیں:" دیةُ المراة علی النصف من دیة الرجل ، المراۃُ تعادل الرجل بجراحها کجراحته الی ثلث الدية ثم هی علی النصف"[49] عورت کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے، جراحت میں دیت کے ثلث تک عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہوتی ہے۔ جب ثلث سے بڑھ جاتی ہے تو دیت نصف ہو جاتی ہے۔ صاحب کتاب " المغنی " نے عورت کی دیت کی آدھی ہونے پر اجماع کا دعوی کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:" ابْنُ الْمُنْذِرِ، وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ۔."[50] ابن منذر اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ تمام اہل علم متفق ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے۔

4۔ حق طلاق اور حق رجوع

مرد اور عورت کے مابین ایک فرق یہ ہے کہ ازدواجی رشتہ کو مرد طلاق کے ذریعہ ختم کر سکتا ہے جبکہ عورت کو طلاق حق ہے اور نہ طلاق کے بعد رجوع کا حق ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے اس آیت:" وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللَّهُ عَزِیزٌ حَکِیمٌ۔"[51] اور عورتوں کو دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، البتہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔

بعض علماء نے اس آیت میں موجود لفظ "درجہ" سے اسی مطلب پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ "درجہ" کا مطلب، طلاق دینے اور رجوع کرنے میں مرد کو فوقیت حاصل ہونا ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر "الکاشف" لکھتے ہیں۔:"وغیر بعید أن یکون المراد بالدرجة جعل الطلاق والرجعة بید الرجل، دون المرأة."[52] بعید نہیں ہے کہ " درجہ "کا مطلب یہ ہے کہ مرد طلاق دینے اور رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے جبکہ عورت نہیں۔

---

[47] - Mullā Khasrū, Durar al-Ḥukkām Sharḥ Ghurar al-Aḥkām (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabīyah, n.d.), vol. 2, p. 103.

[48] - Muḥammad bin Muḥammad bin Maḥmūd al-Bābartī, al-ʿInāyah Sharḥ al-Hidāyah (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), vol. 10, p. 277 .

[49] - Aḥmad bin Muḥammad bin Ḥanbal, Masāʾil Aḥmad bin Ḥanbal Riwayah Ibnuh ʿAbd Allāh (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1981 CE), vol. 1, p. 419.

[50] - ʿAbd Allāh bin Aḥmad bin Muḥammad Ibn Qudāmah, al-Mughnī (Cairo: Maktabat al-Qāhirah, 1388 AH Sh / 1968 CE), vol. 8, p. 402.

[51] al-Baqarah, 2:228.

[52]- Muḥammad Jawād Mughniyah, al-Tafsīr al-Kāshif (Qum: Dār al-Kitāb al-Islāmī, 1st ed., 1424 AH Q), vol. 1, p. 343.

5۔امام جماعت

مرد اور عورت کے احکام شرعی میں ایک فرق یہ ہے کہ مرد امام جماعت بن سکتا ہے جبکہ عورت امام جماعت نہیں بن سکتی ہے۔ اسی لیے امامت کی شرائط میں سے ایک شرط مرد ہونے کو بیان کیا ہے جیسا کہ فقہ حنفیہ میں آیا ہے:" وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء؛ الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقرءاة۔"[53] صحت مند مردوں کے لیے امامت کے صحیح ہونے کی چھ شرائط ہیں، اسلام، بلوغ، عقل، مرد، قرات۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ عورت مردوں کی امام بن جائے لیکن اگر اس کی اقتداء کرنے والے مقتدین عورتیں ہوں تو اس صورت میں عورت امام جماعت بن سکتی ہے لیکن اقتداء کرنا مکروہ ہے جیسا کہ "منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک" میں آیا ہے:" ولا يصح اقتداء الرجل بالمرأة لقوله عليه السلام: "أخروهن من حيث أخرهن الله" فينافي هذا تقديمهن على غيرهن. وتجوز إمامتها للنساء، ولكن جماعتهن مكروهة۔"[54] مردوں کے لیے عورتوں کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے پیغمبر مکرم اسلام کی اس فرمان کی وجہ سے کہ آپ فرماتے ہیں۔ جہاں اللہ تبارک وتعالی نے ان (عورتوں) کو پیچھے رکھا ہے وہاں ان کو پیچھے رکھو۔ عورتوں کو عورتوں کی اقتداء کرنا صحیح ہے لیکن ان کی جماعت مکروہ ہے۔ اسی طرح کتاب "الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل،" میں آیا ہے:"ولا تصح إمامة امرأة۔" [55] عورت کی امامت صحیح نہیں ہے۔

(ب)عورت کے ساتھ مخصوص امور

کچھ اسلامی تعلیمات ایسے ہیں جس کا تعلق عورت سے ہیں مرد سے نہیں ہیں۔ جس سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اسلامی تعلیمات صنفی معیارات پر ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ان احکام میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

1۔مہر

اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد پر مہر واجب ہے۔ جب انسان ازدواجی زندگی سے منسلک ہوتا ہے تو مرد پر واجب ہے کہ وہ عورت کو مہر ادا کیا جائے جیسا کہ خداوند متعال کا حکم ہے کہ عورتوں کو ان کا حق مہر ادا کرو " وَ آتُوا النِّساءَ صَدُقاتِهِنَ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْساً فَكُلُوهُ هَنيئاً مَريئاً[56] اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو، ہاں! اگر وہ کچھ حصہ اپنی خوشی سے معاف کر دیں تو اسے خوشگواری سے بلا کراہت کھا سکتے ہو۔ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالی نے مہریہ کو عورتوں کا حق قرار دیا ہے اور وہ بھی ایسا حق ہے جس کی ادائیگی میں محبت کا خیال رکھنا ضروری ہے

---

53 - Ḥasan bin ʿAmmār bin ʿAlī al-Sharnbulālī al-Ḥanafī, Nūr al-Īḍāḥ wa-Najāt al-Arwāḥ fī al-Fiqh al-Ḥanafī, ed. Muḥammad Anīs Mihrāt (al-Maktabah al-ʿAṣrīyah, 1246 AH / 2005 CE), vol. 1, p. 63.

54 - Badr al-Dīn al-ʿAynī al-Ḥanafī, Abū Muḥammad Maḥmūd bin Aḥmad bin Mūsā bin Aḥmad bin Ḥusayn al-Ghītābī, Minḥat al-Sulūk fī Sharḥ Tuḥfat al-Mulūk, ed. Aḥmad ʿAbd al-Razzāq al-Kubaysī (Qatar: Wizārat al-Awqāf wa-al-Shuʾūn al-Islāmīyah, 1st ed., 1428 AH / 2007 CE), vol. 1, p. 167.

55 - Mūsā bin Aḥmad bin Mūsā bin Sālim bin ʿĪsā bin Sālim al-Ḥijāwī al-Maqdisī, al-Iqnāʿ fī Fiqh al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal, ed. ʿAbd al-Laṭīf Muḥammad Mūsā al-Subkī (Beirut: Dār al-Maʿrifah, n.d.), vol. 1, p. 168.

56 -Sūrat al-Nisāʾ (4), 4.

چونکہ یہ اجرت کی طرح کا حق نہیں بلکہ یہ ایک ایسا حق ہے جسے خوشی خوشی اور بغیر کسی منت کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ مہر یہ کے ساتھ لفظ نحلہ لایا ہے جو، عطیہ و بخشش کو کہتے ہیں۔[57]

2۔ حق حضانت

حضانت کا مطلب بچوں کی نگداری، دیکھ بال اور تربیت و پرورش کرنا ہے۔ تعلیمات اسلامی میں اس ذمہ داری کا اصل حقدار ماں (عورت) کو قرار دیا گیا ہے۔ علماء نے اس حکم کو قرآن مجید کی اس آیت "وَالْوالِداتُ یُرْضِعْنَ أَوْلادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کامِلَیْنِ."[58] اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں" سے استنباط کیا ہے۔

آیت اگرچہ خبر کی شکل میں ہے لیکن در حقیقت امر ہے جیسا کہ صاحب تفسیر "النسفي مدارک التنزیل وحقایق التاویل" لکھتے ہیں: "خبر في معنى الأمر المؤكد كيتربصن، وهذا الأمر على وجه الندب، أو على وجه الوجوب إذا لم يقبل الصبيّ إلا ثدي أمه۔"[59] جس طرح لفظ "یتربصن" امر ہے اسی طرح یہ بھی خبر کی شکل میں امر موکد ہے۔ یہ امر یا مستحب ہے یا واجب ہے بشرطیکہ بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کی دودھ استعمال نہ کرے۔

3۔ حجاب

اسلامی تعلیمات میں مرد اور عورت کے مابین ایک فرق یہ ہے کہ عورتوں پر حجاب فرض ہے جبکہ مردوں پر حجاب فرض نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: "وَ قُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَرِهِنَّ وَ يحَفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بخِمُرِهِنَّ عَلىَ جُيُوبهِنَّ وَ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَائهِنَّ أَوْ ءَابَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنىِ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنىِ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيرِ أُوْلىِ الْارْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُواْ عَلىَ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يخُفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَ تُوبُواْ إِلىَ اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون."[60]

اور مومنہ عورتوں سے بھی کہدیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش (کی جگہوں) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہروں، آبائ، شوہر کے آبائ، اپنے بیٹوں، شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائیوں کے بیٹوں، بہنوں کے بیٹوں، اپنی (ہم صنف) عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں جو عورت کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے واقف نہ ہوں، اور مومن عورتوں کو چاہیے کہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور اے مومنو! سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو، امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

---

[57] Saʿīd Dāwūdī, Zanān wa Seh Pursish Asāsī (Qum: Intishārāt Imām ʿAlī bin Abī Ṭālib, 1382 AH Sh), p. 398.

[58] al-Baqarah, 2:233.

[59] ʿAbd Allāh bin Aḥmad al-Nasafī, Tafsīr al-Nasafī: Madārik al-Tanzīl wa-Ḥaqāʾiq al-Taʾwīl (Beirut: Dār al-Nafāʾis, 1st ed., 1416 AH), vol. 1, p. 183.

[60] al-Nūr, 24:31.

اس آیت کے مطابق عورتوں پر پردہ واجب ہے جبکہ مردوں پر واجب نہیں ہے۔ لہٰذا مردوں کے لیے ناف سے گھٹنوں تک جسم چھپانا واجب ہے جبکہ عورتوں کے لیے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھوں کو چھوڑ کر۔ ان کا کھلا رکھنا جائز ہے واجب نہیں۔ باقی سار جسم چھپانا واجب ہے۔[61]

حصہ سوم: صنفی افراقات کے فلسفے

اسلامی تعلیمات کا موضوع انسان ہے اور اس کی بنیاد عدالت پر ہے مساوات پر نہیں ہے۔ اور نہ ہی صنفی اختلاف کی بناید پر احکام جعل کیا گیا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات کے لاگو ہونے میں مرد اور عورت کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ عدالت کی بنیاد پر دونوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کچھ احکام میں مرد اور عورت کے مابین فرق دکھائی دیتا ہے جس سے دیکھنے والے کو ظاہرا ایسا لگتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کا معیار صنفی اختلاف کی بنیاد پر ہے لہٰذا اسلامی تعلیمات میں صنفی مساوات کا تصور نہیں ہے۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلام میں احکام کے جعل کی بنیاد عدالت ہے۔ عدالت کا لازمہ بعض احکام میں مرد اور عورت کے مابین فرق آتا ہے۔ کچھ عوامل ایسے ہیں جن وجہ سے مرد اور عورت کے احکام فرق ہوتا ہے جسے ہم احکام کے فرق فلسفے سے تعبیر کرتے ہیں ان میں سے بعض اہم فلسفے مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ عدالت

اسلامی تمام تعلیمات کی بنیاد عدالت پر ہے، چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، حقوق سے ہو یا اخلاقیات ان سارے احکام کو مساوات کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدالت کی بنیاد پر جعل کیا گیا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات انسان کی تکوینات اور فطرت سے مکمل ہماہنگ نظر آتا ہے۔ چونکہ ساخت کے اعتبار سے انسان مرد اور عورت کی شکل میں خلق ہوا ہے تو طبیعی ہے کچھ احکام میں خواہ نہ خواہ فرق پایا جائے گا۔

شریعت مقدس اسلام میں کسی تکلیف کے واجب ہونے میں قدرت شرط ہے اگر قدرت نہ ہو تو وہ عمل واجب نہیں ہوگا چنانچہ اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا." [62] اللہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری نہیں ڈالتا۔ جس میں عمل کی انجام دہی کی طاقت ہو اس پر فرض ہوتا ہے اور جس میں طاقت نہ ہو اس سے وہ عمل ساقط ہوتا ہے جیسے جہاد جو کہ صرف مردوں پر واجب ہے عورتوں پر واجب نہیں کیونکہ جہاد کا حکم مردوں طبعیت اور بدن کے ساتھ ساز گار ہے۔ عورتین کمزور ہوتی ہیں اور جہاد کے لیے ساز گار نہیں ہے۔ اس لیے ان پر جہاد واجب نہیں ہے۔

یہاں تک کہ اسی کچھ خصوصی احکام سبب بنتا ہے کہ کچھ دوسرے امور میں بھی فرق پایا جائے مثلا جب مردوں پر جہاد فرض ہو اور عورتوں پر جہاد واجب نہ ہو تو عدالت کا تقاضا یہی ہے کہ مرد کو جہاد کے بدلے میں کچھ سہولیات دے۔ اسلام نے اس خصوصی حکم کے مقابل میں اسے کچھ اقتصادی سہولیت دی ہے۔ انہیں سہولیتوں میں سے ایک سہولت مرد کو وراثت میں حصہ زیادہ ملنا ہے۔ امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا: "ما بال المرأة الضّعيفة لها سهم واحد و للرّجل القوي الموسر سهمان؟

---

61 -Zākir Nāʾik, Islām Main ʿAuratūn ke Ḥuqūq, trans. ʿAṭā Turāb (Rawalpindi: Fayz al-Islām Printers, 2014 CE), p. 80 .

62 al-Baqarah, 2:286.

قال: فذكرت ذلك لأبي عبد الله عليه السّلام فقال: إنّ المرأة ليس لها عاقلة، و ليس عليها نفقة و لا جهاد و عدد أشياء غير هذا- و هذا على الرّجل، فجعل له سهمان و لها سهم۔[63] کمزور عورت کے لیے ایک حصہ جبکہ طاقت ور مرد کو دو حصہ ملنے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے امام کے حضور اس کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا: عورت پر عاقلہ، نفقہ اور جہاد کے علاوہ کچھ اور چیزیں واجب نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مرد کے لیے وراثت میں دو حصے جبکہ عورت کو ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔

2۔ جسمانی اختلاف

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مرد اور عورت کا جسمانی اعتبار سے بہت فرق رکھتا ہے۔ ان کے یہ اختلاف ان کے مابین احکام کے فرق کا بھی سبب بنتا ہے۔ عورت کی خلقت ہی کچھ اس طرح سے ہوئی ہے جس کے مطابق وہ کسب وکار کے شغل کے لیے مناسب نہیں ہے مثلا عورت کو آخر کار ماں بننا ہے جس کی وجہ سے بہت سے اوقات جیسے حمل کے دوران، بچے کی پیدائش اور دودھ پلانے کے ایام میں وہ ایک بڑی مدت تک کام وکاج نہیں کرسکتی جس کی وجہ سے اس کا اقتصادی نظام متاثر ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عورت مرد کی سنبت جسمانی اعتبار سے کمزور ہے۔ اس کی جسمانی کمزوری اقتصادی فعالیت کے لیے ایک رکاوٹ ہے مثلا وزنی کام جیسے مکان بنانے، وزنی چیزیں اٹھانے وغیرہ کی طاقت نہیں رکھتی ہیں۔64

صاحب کتاب "العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية " بھی عورت کی دیت آدھی ہونے کی حکمت کو ان کے جسمی نقص اور جسمانی اور امدی فائدے کم ہونے کو قرار دیتے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:" دِيَةُ الْمَرْأَةِ فِي النَّفْسِ وَالْأَطْرَافِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ؛ لِأَنَّ حَالَهَا أَنْقَصُ مِنْ حَالِ الرَّجُلِ وَمَنْفَعَتُهَا أَقَلُّ وَقَدْ ظَهَرَ أَمْرُ النُّقْصَانِ بِالتَّنْصِيفِ فِي النَّفْسِ فَكَذَا فِي أَطْرَافِهَا وَأَجْزَائِهَا۔"[65] عورت کے قتل اور اعضاء کی دیت مرد کی دیت کی آدھی ہے۔ کیونکہ عورت کی حالت مرد کی حالت سے بدتر ہے۔ مرد کی نسبت عورت کی منفعت بھی کم ہے جس کا اثر اس کے قتل اور اعضاء کی دیت آدھی ہو کر نمودار ہوا۔

اللہ تعالی نے مرد کو گھر کا سربراہ بنایا ہے تو اسی بنیاد پر بنایا ہے کیونکہ مرد، عورت کی نسبت تعقل کرنے، حقائق کو درک کرنے میں زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی طرح مرد، عورت کی نسبت جسمانی اعتبار سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے اسی لیے وہ مشکلات اور مصائب میں زیادہ استقامت کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ عورت کی نسوانیت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ وہ نرم وملائم اور نازک ہو، ان میں احساسات اور عواطف زیادہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالی نے ان کی زمہ داریوں میں زیادہ تعقل کی ضرورت والے امور کو قرار نہیں دیا ہے بلکہ جن امور میں

---

63 - Muḥammad Riḍā Mashhadī, Tafsīr Kanz al-Daqāʾiq wa Baḥr al-Gharāʾib (Iran: Sāzmān wa Farhang wa Irshād, 1125 AH Q), vol. 3, p. 345.

64 - Nāṣir Makārim Shīrāzī, Dars Khārij Fiqh, Baḥth Diyāt (Fayziyah Research Journal, n.d.), issue 18.

65 - Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn bin ʿUmar, al-ʿUqūd al-Durīyah fī Tanqīḥ al-Fatāwā al-Ḥāmidīyah (Beirut: Dār al-Maʿrifah, n.d.), vol. 2, p. 251.

احساسات، عطوفت، مہر و محبت کی ضرورت ہے جیسے بچوں کی دیکھ بال وغیرہ ان کی انجام دہی کی ذمہ داری خواتین کو دی ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس ذمہ داری کی انجام دہی کو جہاد کا درجہ دیا ہے۔[66]_[67]

3۔ روحانی اور معنوی اختلاف

جس طرح مرد اور عورت جسمانی اعتبار سے باہمی فرق رکھتے ہیں ویسے ہی وہ روحانی اعتبار سے بھی باہمی اختلاف رکھتے ہیں۔ عورت میں مردوں کی نسبت احساسات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ مردوں میں عقل کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے عورت امامت کبری، قاضی، حاکم شرعی نہیں بن سکتی ہیں یہاں تک کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار پاتی ہے جیسا کہ علامہ ابن قدامہ عورت کے قاضی نہ بننے کا فلسفہ یوں بیان کرتے ہیں: " وَلِأَنَّ الْقَاضِيَ يَحْضُرُ مَحَافِلَ الْخُصُومِ وَالرِّجَالِ، وَيُحْتَاجُ فِيهِ إلَى كَمَالِ الرَّأْيِ وَتَمَامِ الْعَقْلِ وَالْفِطْنَةِ، وَالْمَرْأَةُ نَاقِصَةُ الْعَقْلِ، قَلِيلَةُ الرَّأْيِ، لَيْسَتْ أَهْلًا لِلْحُضُورِ فِي مَحَافِلِ الرِّجَالِ، وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهَا، وَلَوْ كَانَ مَعَهَا أَلْفُ امْرَأَةٍ مِثْلِهَا، مَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُنَّ رَجُلٌ۔"[68] اور اس وجہ سے کہ قاضی کو مخاصموں اور مردوں کی محفلوں میں جانا ہوتا ہے، اور اس میں مکمل رائے اور عقل کی ضرورت ہوتی ہے، اور عورت عقل میں ناقص ہوتی ہے، رائے میں کمزوری رکھتی ہے، وہ مردوں کی محفلوں میں حاضر ہونے کے لائق نہیں ہے، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، خواہ اس کے ساتھ ہزار عورتیں کیوں نہ ہوں، جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو۔

یقیناً، یہ خیال عام طور پر مقبول ہے کہ خواتین اس مقام کی اہل نہیں ہیں، نہ تو ان کی تخلیق کے لحاظ سے اور نہ ہی ان کے اخلاق کے لحاظ سے۔ اسی لیے الماوردی نے اس بات کی شرط رکھی کہ جو شخص بڑی امامت کے عہدے پر فائز ہو، اس میں "حوصلہ اور شجاعت ہو جو ملک کی حفاظت اور دشمن کے خلاف جہاد کے لیے ضروری ہے۔" مزید یہ کہ خواتین میں کچھ جسمانی عوارض آتے ہیں، جیسے حیض، حمل، اور نفاس، جس کی وجہ سے وہ اپنی روزمرہ کی معمولات کو آسانی سے نہیں سنبھا سکتیں؛ تو پھر ایک پوری قوم کے معاملات کیسے سنبھال سکتی ہیں؟[69]

نتائج بحث

اسلامی تعلیمات میں تمام قوانین بنیادی طور پر مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں طور پر وضع کیے گئے ہیں، کیونکہ اسلام کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے۔ تاہم، بعض احکام میں مرد اور عورت کے درمیان فرق نظر آتا ہے، جس سے یہ خدشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اسلامی قوانین صنفی بنیادوں پر قائم ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے—اسلام میں معنوی اور مادی ترقی و کمال کی راہ مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں طور پر کھلی ہے۔

---

[66]-Sayyid Ḥasan Būrujirdī, Jāmiʿ Aḥādīth al-Shīʿah (Qum: al-Mihr, 1415 AH Q), vol. 20, p. 244.

[67] - Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, ʿAbd al-Raḥmān bin Abī Bakr, Jāmiʿ al-Aḥādīth (Cairo: Dār al-Fikr, n.d.), pp. 30, 158.

[68] -Ibn Qudāmah al-Maqdisī, Abū Muḥammad Mūwaffaq al-Dīn ʿAbd Allāh bin Aḥmad bin Muḥammad, al-Mughnī li-Ibn Qudāmah (Cairo, 1388 AH / 1968 CE), vol. 10, p. 36.

[69] -Majallat al-Bayān (n.p., n.d.), vol. 206, p. 4.

مزید بر آں، چونکہ مرد اور عورت کی فطری ساخت ایک جیسی نہیں، اس لیے بعض احکام میں فرق کا پایا جانا ایک قدرتی امر ہے۔ البتہ، یہ فرق کسی کی برتری یا کمتری کی علامت نہیں، کیونکہ اسلام میں فضیلت کا معیار جنس نہیں، بلکہ تقویٰ، علم اور کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے حضرت مریم اور فرعون کی بیوی (آسیہ) جیسی عظیم خواتین کا تذکرہ کیا اور ان کی پاکیزہ سیرت کو ایک نمونہ قرار دیا۔ یہ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کو مساوی انسانی قدر و منزلت عطا کرتا ہے اور صنفی اختلافات کی بنیاد پر کسی کو برتری نہیں دی جاتی۔

تجاویز وسفارشات

اس موضوع کی حساسیت اور اہمیت کے پیش نظر ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کی خدمت میں درج ذیل تجاویز پیش کروں۔

1۔ اسلامی صنفی مساوات کے اصولوں سے متعلق تعلیمی اداروں میں سیمنار وغیرہ انعقاد کیا جائے جس میں اسلامی اصولوں کے مطابق صنفی مساوات کو اجاگر کیا جائے تاکہ جدید نسل کو یہ معلوم ہو کہ اسلامی نظام زندگی کی بنیاد انسانی اقداروں پر ہے۔

2۔ اسلامی نظام زندگی میں عورت بھی اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مردوں کی طرح اجتماعی اور معاشرتی امور میں حصہ لے سکتی ہے۔ جس کے لیے ضروری ہے عورتوں کو اسلامی اصولوں سے آگاہ کرتے ہوئے تعلیم، صحت اور دیگر اجتماعی امور کے اداروں میں فعالیت کرنے کا مکمل اختیار دیا جائے۔

3۔ علماء اور دانشمندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خواتین کو ہر امور کے اسلامی اصولوں اور ضوابط سے آگاہ کریں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے اسلامی اصول ہی درحقیقت خواتین کے اقدار کے تحفظ کے لیے ہے۔

4۔ اسلامی ریاستوں میں ضروری ہے کہ کوئی ایسی کمیٹی ہو جو اسلامی اصولوں کے مطابق خواتین کے حقوق کا تحفظ فراہم کرے اور عورتوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق آزادی، حق ملکیت اور دیگر امور کی علمبرداری کے علاوہ عملی میدان میں ان پر عمل درآمد کرانے پر توجہ دی جائے۔ تاکہ خواتین کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے اغیار کی تحریکوں میں شمولیت کی نوبت نہ آجائے۔